استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

پاکستان بننے سے پہلے ایک خاندان کے سربراہ غلام عباس کے پاس 17 مربع ایکڑ زمین تھی، جو انہوں نے اپنی بیٹیوں کی رضامندی سے دو بیٹوں (عبدالمجید، عبدالعزیز) کے نام کر دی (یہ معلوم نہیں کہ کس طریقے سے یہ کام کیا گیا، زمین کے بدلے بیٹیوں کو کچھ دیا یا نہیں)۔ پاکستان بننے کے بعد دونوں کو 42، 42 ایکڑ زمین ملی، (یہ مسئلہ عبدالمجید کے خاندان والے دریافت کر رہے ہیں)۔ 38 ایکڑ زمین عبدالمجید کے قبضہ میں تھی، 4 ایکڑ پر کسی نے قبضہ کر لیا تھا جس پر عرصہ دراز تک کیس چلتا رہا۔

پاکستان آنے کے کچھ عرصہ بعد غلام عباس کا انتقال ہو گیا۔ اب یہ فرمائیں کہ: غلام عباس کا اس طرح بیٹوں کے نام کروانا درست تھا؟ پھر وطن تبدیل ہو جانے سے مسئلہ پر کوئی اثر پڑا یا نہیں؟ کیونکہ یہ بھی پتا نہیں کہ پاکستان میں زمین غلام عباس کے بیٹوں کو الاٹ ہوئی تھی یا غلام عباس کو؟ (اگرچہ وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ ہی رہتے تھے)۔ ان کی بیٹیوں کا حصہ کیا ابھی تک ہے؟ اگر ہے تو کیسے ادا کیا جائے؟ جبکہ رشتہ داروں کو تلاش کرنا اور سب کو اس پر راضی کرنا الگ بہت مشکل معاملہ ہے۔ نیز غلام عباس کے باپ دادا نے بھی یقیناً اسی طرح تقسیم کی ہو گی، کیونکہ اس وقت اسی چیز کا رواج تھا۔

عبدالمجید کا ایک بیٹا یاسین اور تین بیٹیاں (زیتون، فاطمہ، آمنہ) ہوئیں۔ سب کی شادیاں ہو گئیں، اولاد ہو گئی۔ یاسین کے 5 بیٹے (یوسف، یونس، ایوب، کرامت، عمران) اور 3 بیٹیاں (رخسانہ، ریحانہ، سلطانہ) ہوئیں۔ یوسف اور یونس کی شادیاں بھی ہو گئیں اور اولاد بھی ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد یوسف لاپتہ ہو گیا اور وہ آج تک لاپتہ ہے تقریباً 28 برس ہو چکے ہیں، البتہ ان کے آنے کی امید ابھی ختم نہیں ہوئی۔ یوسف کے لاپتہ ہونے کے بعد ان کے دادا عبدالمجید نے (پوتوں، پڑپوتوں کے مستقبل کو سامنے رکھتے ہوئے) اپنی بیٹیوں کو بلایا اور ان کو کہا کہ زمین سے حصہ لے لو، لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ ہمارے بھائی اور بھتیجوں کو دے دو ہمیں نہیں چاہیے۔ عبدالمجید نے پٹواری سے کہا کہ یہ میرے بیٹوں اور پوتوں کے نام کر دو، پٹواری نے 38 ایکڑ میں سے 25 ایکڑ عبدالمجید کے 5 پوتوں کے نام کر دی، (یوسف نہیں تھا اس کی جگہ یوسف کے بیٹے کا نام لکھوا دیا)۔ تقریباً 10 ایکڑ بیٹے یاسین کے نام کر دی اور 3 ایکڑ عبدالمجید کے نام رہنے دی۔

کیا اس طرح کرنے سے نام ہو گئی؟ یہ ہبہ درست ہے؟ عبدالمجید کے پوتوں، پڑپوتوں (یوسف کے بیٹے) کا نام بھی لکھا گیا تھا، کیا پوتوں اور پڑپوتوں کے لیے یہ ہبہ درست ہو گیا ان کی زندگی میں؟ یہ تمام کاروائی ان کے مرض الوفات سے بہت پہلے کی تھی۔

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۰/۲۳۹
مورخہ

Scanned by CamScanner

پھر عبدالمجید کا انتقال ہوا، اس کے نام 3 ایکڑ زمین تھی، 4 ایکڑ پر کیس چل رہا تھا اس کا فیصلہ بھی حق میں آگیا، یہ دونوں مل کر 7 ایکڑ ہو گئے، یہ 7 ایکڑ عبدالمجید کے ورثاء بیٹا یاسین اور تین بیٹیوں کے نام کر دی گئی (عبدالمجید کا کوئی اور وارث بیوی وغیرہ نہیں)۔ عبدالمجید کی تین بیٹیوں کو بلا کر کہا کہ یہ (7 ایکڑ میں سے) تمہارا حصہ ہے، تمہارے نام لگ چکا ہے لے لو۔ ایک بیٹی نے لے لیا، اور دو نے نہیں لیا، انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بھائی بھتیجوں کو دے چکی ہیں، اس لیے ہم نہیں لیں گی۔ (چنانچہ عدالت میں قاضی کے سامنے بھی انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ اپنے بھائی بھتیجوں کو دے دیا ہے)۔

کیا اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی شرعی اعتبار سے نام ہوئی یا نہیں؟ یہ ھبہ درست ہے یا نہیں؟ عبدالمجید کی بیٹیوں کا حصہ مکمل زمین میں ہے یا سات ایکڑ میں؟

اب عبدالمجید کے بیٹے یاسین کا انتقال ہو گیا ہے، مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق زمین میں ان کا کتنا حصہ باقی تھا جو ان کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے؟ (ورثاء کی تفصیل اوپر مذکور ہے)۔ نیز یوسف جو لاپتہ ہے اس کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ اگر بنتا ہے تو اس کا کیا کیا جائے؟

مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق خلاصہ سوالات یہ ہے؟

1۔ غلام عباس کا بیٹیوں سے پوچھ کر بیٹوں کے نام زمین کرنا اور پھر پاکستان میں بیٹوں کو زمین کا الاٹ ہونا، کیا اب بھی غلام عباس کی بیٹیوں کا حصہ باقی ہے؟ اگر ہے تو طریقہ ادائیگی کیا ہوگا؟ اصل ورثاء تو موجود نہیں ہوں گے۔ ان کی تیسری چوتھی نسل ہو سکتی ہے۔

2۔ عبدالمجید نے زندگی میں ہی اپنے بیٹے اور پوتوں، پڑپوتوں کے نام زمین کروائی تھی، کیا یہ درست تھا؟ ان کے غائب پوتے یوسف یا ان کے بیٹوں کے نام بھی ہو گئی؟

3۔ یاسین نے اپنی بہنوں کی بہت خدمت کی، ان کے مکان بنوائے، ان کے بچوں کی شادیوں کے اخراجات اٹھائے، کیا یہ حصہ وراثت کا بدل ہو سکتا ہے؟ جبکہ لینے اور دینے والے سب یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ سارا لین دین حصے کے بدلے ہو رہا ہے۔ اب ان کا حصہ صرف سات ایکڑ میں ہوگا یا تمام زمین میں؟ یا کسی میں بھی نہیں؟

4۔ اگر یاسین کی بہنوں کا حصہ باقی ہے تو کیسے ادا کیا جائے؟ اگر وہ نہ لینا چاہیں تو کیا کریں؟ (جبکہ بار بار پوچھنے پر وہ نہیں لے رہیں بلکہ کہتی ہیں کہ جو ہمارے بھائی نے ہمارے لیے کیا وہ ہی ہمارا حصہ ہے۔

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

5۔اب یاسین کے انتقال کے وقت یاسین کا کتنا حصہ بنا؟ ان کے ورثاء میں کیسے تقسیم کریں؟ اگر بیٹیاں نہ لینا چاہیں تو کیا طریقہ اختیار کریں۔

6۔ان کے نام تقریباً 10 ایکڑ تھی، ان کے 5 بیٹے (جن میں یوسف لاپتہ ہے) اور 3 بیٹیاں اور بیوی ہیں، یہ ان میں کس طرح تقسیم ہوگی؟ اگر بہنیں نہ لینا چاہیں تو کیسے رد کر سکتی ہیں؟ یوسف کو زمین ملے گی یا نہیں؟ اگر ابھی نہیں ملے گی تو کیا اس کی اولاد کے پاس رکھی جا سکتی ہے جو اس کو استعمال میں لائیں یا نہیں؟

7۔عبدالمجید کی زندگی میں ہی ان کے پوتوں یعنی یاسین کے بیٹوں کے قبضہ اور تصرف میں زمین اور جائیداد تھی، وہ اس کو کاشت کرتے رہے، بہنوں اور پھوپھیوں کو بھی بھیجتے رہے۔ اس دوران مکانات کی تعمیرات، مشنری ٹریکٹر وغیرہ بھی خریدے، تو یہ فرمائیے! اگر زمین میں ابھی تک سابقہ ورثاء کا حصہ موجود ہے تو اس سے حاصل ہونے والی آمدنی سے بنائی گئی جائیداد کا کیا حکم ہے؟ نیز یاسین اور ان کے بیٹوں نے اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے لیے جو خدمات سرانجام دیں، ان پر خرچ کیا، مکانات بنوائے، شادیوں کے اخراجات (فرنیچر، زیور، وغیرہ) کیے وہ کس مد میں شمار ہوں گے؟

8۔عرف کے مطابق اور جتنا شریعت کا علم تھا اس اعتبار سے پوری کوشش کر کے حقوق کی ادائیگی یا معاف کروانے کی صورت ہوتی تھی، نیز غلام عباس سے پہلے بھی یقیناً اسی طرح ہوتا چلا آیا ہوگا کہ بہنوں کو راضی کر کے زمین نام کروا لیتے تھے، اب ہماری ذمہ داری کس حد تک ہے کہ اگر حقوق باقی ہوں تو ان کی ادائیگی کریں؟ اپنی بہنوں کی حد تک؟ یا پھوپھیوں کو بھی؟ یا اپنے دادا اور پردادا کی بہنوں کو بھی؟ اس لیے کہ جنہوں نے اپنی بہنوں اور پھوپھیوں کو اپنی وسعت سے کہیں بڑھ کر صلہ دیا وہ شاید اس کے لیے کبھی تیار نہ ہوں۔

جناب مفتی صاحب! شریعت کے مطابق ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ نیز ایسی آسان صورت بھی ذکر فرمائیں کہ اس جھنجھٹ سے نکل سکیں۔ اللہ تعالی آپ کا حامی وناصر ہو۔

جزاکم اللہ خیرا

ارسلان محمود بن محمد یوسف

03116881064

arslanmahmood313@gmail.com

دار الافتاء

(جواب منسلک ہے)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں غلام عباس صاحب نے اپنی ۷امربع ایکڑ زمین اپنے دونوں بیٹوں (عبدالمجید، عبدالعزیز) کے نام کرنے کے ساتھ اگر انہوں نے زمین تقسیم کرکے ہر ایک کو اس کے حصے پر باقاعدہ مالکانہ قبضہ بھی دے دیا تھا تو یہ زمین ان کے بیٹوں کی ملکیت میں داخل ہوگئی تھی، تاہم پاکستان آنے کے بعد انہیں گورنمنٹ کی طرف سے جو(۸۴) ایکڑ زمین ملی تھی، یہ زمین چونکہ حکومتِ پاکستان کے قانون کے مطابق ہندوستان میں متروکہ زمین کے بدلے دی گئی تھی جو ان دونوں کی ملکیت تھی، اس لئے یہ زمین غلام عباس کے دو بیٹوں (عبدالمجید، عبدالعزیز) کی ملکیت ہی سمجھی جائے گی اس میں ان کی بہنوں کا شرعاً کوئی حصہ نہیں ہوگا۔(اسلام کا نظامِ اراضی، مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ)۔

(۲)۔۔۔عبدالمجید نے اپنے بیٹے یاسین کے نام دس ایکڑ(۱۰) زمین اور اپنے پانچ پوتوں کے نام جو پچیس(۲۵) ایکڑ زمین کروادی تھی، یہ زمین سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق چونکہ اس کے بیٹے اور پوتوں کے قبضہ اور تصرف میں تھی اس لئے اگر عبدالمجید صاحب نے اس ہبہ شدہ زمین میں ہر ایک کا حصہ متعین کردیا تھا تو اس زمین میں ہبہ مکمل ہوکر اس کے بیٹے یاسین کی دس (۱۰) ایکڑ زمین اور پوتوں کی پچیس (۲۵) ایکڑ زمین میں ملکیت ثابت ہوگئی، البتہ ان پوتوں میں یوسف بھی شامل تھا اور اس کے لاپتہ ہونے کی وجہ سے اس کے بیٹے کا نام لکھوایا گیا، یوسف کے حصہ میں چونکہ قبضہ نہیں پایا گیا اس لئے اس کے حصے میں ہبہ مکمل نہیں ہوا بلکہ اگر سب کو برابر برابر "۵" ایکڑ زمین ہبہ کی تھی تو یوسف والی "۵" ایکڑ زمین عبدالمجید کی ملکیت میں ہی باقی رہی، جسے ان کے ترکہ میں سوال نمبر ۳ اور ۴ کے جواب میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

الهداية في شرح بداية المبتدي – (٣ / ٢٢٣)

قال: "ومن وهب شقصا مشاعا فالهبة فاسدة" لما ذكرنا "فإن قسمه وسلمه جاز"؛ لأن تمامه بالقبض وعنده لا شيوع.

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي – (١٩ / ٤٩٦)

قال : (وإذا وهب اثنان من واحد دارا جاز) ؛ لأنهما سلماها جملة وهو قد قبضها جملة فلا شيوع (وإن وهبها واحد من اثنين لا يجوز عند أبي حنيفة ، وقالا يصح) ؛ لأن هذه هبة الجملة منهما ، إذ التمليك واحد فلا يتحقق الشيوع كما إذا رهن من رجلين .

الهداية في شرح بداية المبتدي – (٣ / ٢٢٤)

قال: "وإذا كانت العين في يد الموهوب له ملكها بالهبة وإن لم يجدد فيها قبضا"؛ لأن العين في قبضه والقبض هو الشرط، بخلاف ما إذا باعه منه؛ لأن

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

القبض في البيع مضـــمون فلا ينوب عنه قبض الأمانة، أما قبض الهبة فغير مضمون فينوب عنه.

(۴،۳)۔۔۔یاسین نے اپنی بہنوں کیلئے جو مختلف اخراجات (ان کے مکانوں بنوائے، ان کے بچوں کی شادیوں کے پر خرچہ کیا اور دیگر خدمات وغیرہ) کئے، سوال نمبر ۳ اور ۴ میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اگر واقعۃً یہ اخراجات ان کے حصے کے بدلے ہو رہے تھے اور یہ بات ان کے درمیان طے تھی اور وہ اس کا اقرار بھی کرتی ہیں تو اس صورت میں دیئے گئے مال کی حد تک تو حق ادا ہو گیا، البتہ باقی حصہ باقی ہے، ہاں اگر بہنیں اداشدہ حق کے عوض باقی سے دستبردار ہو گئی تھیں تو ان کا اب ترکہ میں کوئی حق باقی نہیں رہا، اس صورت میں مرحوم عبدالمجید کا سارا ترکہ یاسین کو ملے گا،

لیکن اگر یاسین نے یہ اخراجات بطور تبرع واحسان کئے تھے یا بہنیں اپنے حق سے دستبردار نہیں ہوئی تھیں تو پھر ان بہنوں کا میراث میں حصہ ختم نہیں ہوا، بلکہ درج ذیل تفصیل کے مطابق بہنوں کو بھی حصہ ملے گا۔

مرحوم عبدالمجید نے بوقتِ انتقال اپنی ملکیت میں بارہ (۱۲) ایکڑ زمین سمیت جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال و جائیداد مثلاً پلاٹ، نقد رقم، سونا چاندی، مالِ تجارت، کپڑے، برتن اور مرحوم کا وہ قرض جو ان کا کسی پر ہو اور مرحوم نے اپنی زندگی میں وہ وصول یا معاف نہ کیا ہو، غرض جو بھی چھوٹا بڑا سامان چھوڑا ہے وہ سب ان کا ترکہ ہے، اس میں سب سے پہلے ان کے کفن ودفن کے متوسط اخراجات نکالے جائیں، تاہم اگر یہ اخراجات کسی نے احسان کے طور پر ادا کر دیئے ہوں، تو ان کے ترکہ سے یہ اخراجات نہیں نکالے جائیں گے۔ البتہ اگر مرحوم کے ذمہ کسی کا کوئی واجب الاداء قرض ہو تو اسکے ترکہ سے وہ ادا کیا جائے، اس کے بعد دیکھیں کہ اگر مرحوم نے کسی غیر وارث کے حق میں کوئی جائز وصیت کی ہو تو اس پر بقیہ ترکہ کے ایک تہائی (1/3) مال کی حد تک عمل کریں، اس کے بعد جو ترکہ باقی اس کے کل پانچ حصے کر کے بیٹے یاسین کو دو حصے اور تینوں بیٹیوں میں سے ہر بیٹی کو ایک ایک حصہ دیدیں۔

مسئلہ:۵ مرحوم عبدالمجید

میـ

بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
یاسین	زیتون	فاطمہ	آمنہ
۲	۱	۱	۱
۴۰٪	۲۰٪	۲۰٪	۲۰٪

ہم نے دونوں صورتیں لکھ دی ہیں، جو صورت پیش آئی ہو اس کے مطابق عمل کر لیا جائے۔

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

(۶،۵)۔۔ مرحوم یاسین کی دس (۱۰) ایکڑ زمین اور اپنے والد (عبد المجید) کے ترکے سے ملنے والے دو حصے، سمیت مرحوم نے بوقتِ انتقال جو کچھ منقولہ و غیر منقولہ مال چھوڑا ہے وہ سب ان کا ترکہ ہے، جس میں سے ذکر بالا تفصیل کے مطابق حقوق واجبہ (یعنی تجہیز و تکفین، قرضہ، وصیت وغیرہ) ادا کیے جائیں گے، نیز اگر مرحوم نے اپنی بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو اس کے ترکہ سے بیوہ کا مہر بھی ادا کیا جائے گا، اس کے بعد جو ترکہ باقی اس کے کل ایک سو چار (۱۰۴) برابر حصے کر کے بیوہ کو تیرہ (۱۳) حصے، ہر بیٹے کو چودہ (حصے) اور ہر بیٹی کو سات (۷) حصے دیدیں۔

تقسیم کا نقشہ یہ ہے

مسئلہ: ۸ تصحیح ۱۰۴   مرحوم یاسین   مضروب: ۱۳

میت

بیوہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱				۷				
۱۳				۹۱				
۱۳	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷
12.5٪	13.46154٪	13.46154٪	13.46154٪	13.46154٪	13.46154٪	6.730٪	6.730٪	6.730٪

واضح رہے کہ کسی وارث کا اپنے حصے سے دستبردار ہونے کے لئے صرف کاغذی کارروائی یا محض زبانی طور پر اپنا حقِ میراث معاف کرنے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اس سے وارث کا حقِ میراث ختم نہیں ہوتا، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مرحوم یاسین کی بیٹیاں اگر واقعۃً اپنا حصہ نہیں لینا چاہتیں تو اپنے حصے سے دستبرداری کیلئے درج ذیل دو صورتوں میں کوئی ایک صورت اختیار کر سکتی ہیں:

1. درج بالا تقسیم کے مطابق ترکہ میں جتنا ان کا حصہ بنتا ہے، پہلے وہ ان کے حوالہ کر دیا جائے، پھر وہ اپنی خوشی سے اپنا پورا حصہ یا کچھ حصہ جسے دینا چاہیں اسے دیدیں۔
2. وہ مجموعی ترکہ میں سے کچھ (اگرچہ تھوڑی سی رقم یا کوئی چیز ہو) لے کر دستبردار ہو جائیں۔

تکملة حاشية رد المحتار - (۲ / ۲۰۸)

وفيها: ولو قال تركت حقي من الميراث أو برئت منها ومن حصتي لا يصح وهو على حقه، لان الارث جبري لا يصح تركه ا هـ.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (۵ / ٦٤٢)

(أخرجت الورثة أحدهم عن) التركة وهي (عرض أو) هي (عقار بمال) أعطاه له (أو) أخرجوه (عن) تركة هي (ذهب بفضـة) دفعوها له (أو) على العكس أو عن نقدين بهما (صـح) في الكل صـرفا للجنس بخلاف جنسـه (قل) ما أعطوه (أو كثر) لكن بشــرط التقابض فيما هو صــرف (وفي) إخراجه عن

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

(نقدين) وغيرها بأحد النقدين لا يصح (إلا أن يكون ما أعطي له أكثر من حصته من ذلك الجنس) تحرزا عن الربا، ولا بد من حضور النقدين عند الصلح وعلمه بقدر نصيبه شرنبلالية وجلالية ولو بعرض جاز مطلقا لعدم الربا، وكذا لو أنكروا إرثه لأنه حينئذ ليس ببدل بل لقطع المنازعة.

لاپتہ بیٹے یوسف کا بھی مرحوم یاسین کی میراث میں حصہ ہے، اور میراث میں اس کا جس قدر حصہ ہے اس کو بطور امانت محفوظ رکھا جائے گا، اور باقی حصے ورثاء میں تقسیم ہونگے، اور لاپتہ بھائی کے بارے میں خوب تلاش اور تفتیش کی جائے، اگر مل جائے تو اسکا حصہ اسکو دیدیا جائے گا، اور اگر اسکی موت کی کوئی یقینی خبر آجائے تو اس کا ذاتی مال اس کے موجودہ وارثین میں تقسیم کیا جائے گا اور بطورِ امانت رکھا ہوا مال اس کے مورِث (یاسین) کے وارثوں کو لوٹا دیا جائے گا اور اگر تلاش کے باوجود اس کی موت اور زندگی کا کوئی علم نہ ہوسکے تو مفقود (یاسین) کی موت کا فیصلہ ایسے معاملہ فہم دیندار قاضی یا جج کی رائے پر چھوڑ دیا جائے جو معتدبہ مدت تک مفقود کا انتظار کرے اور مفقود کے اقران اور مفقود کے ذاتی حالات اور جس زمانہ اور جس جگہ وہ گم ہوا ہے اس زمانہ اور جگہ کے حالات اور اپنے موجودہ حالات کی پوری تفتیش اور تحقیق کرے، مکمل تحقیق اور تفتیش کے بعد اگر اس قاضی یا جج کا ظن غالب ہو جائے کہ اب بظاہر مفقود کے زندہ ہونے کا امکان نہیں تو اس کی موت کا فیصلہ کرے اس فیصلہ کے بعد اس کا ترکہ ان وارثوں کے درمیان شرعی قاعدہ کے مطابق تقسیم کردیا جائے جو مرحوم یاسین کے انتقال کے وقت زندہ تھے۔ ماخذہ التبویب (۱۳۵۱/۶۱و۶۴۹/۸۸بتصرف)

الفتاوى الهندية - (۲ / ۳۰۰)

ولا يرث المفقود أحدا مات في حال فقده، ومعنى قولنا " لا يرث المفقود أحدا " أن نصيب المفقود من الميراث لا يصير ملكا للمفقود، أما نصيب المفقود من الإرث فيتوقف، فإن ظهر حيا علم أنه كان مستحقا، وإن لم يظهر حيا حتى بلغ تسعين سنة فما وقف له يرد على ورثة صاحب المال يوم مات صاحب المال، كذا في الكافي. وإذا أوصى له توقف الموصى به إلى أن يحكم بموته فإذا حكم بموته يرد المال الموصى به إلى ورثة الموصي، كذا في التبيين.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (۴ / ۲۹۶)

(وميت في حق غيره فلا يرث من غيره) حتى لو مات رجل عن بنتين وابن مفقود وللمفقود بنتان وأبناء والتركة في يد البنتين والكل مقرون بفقد الابن واختصموا للقاضي لا ينبغي له أن يحرك المال عن موضعه: أي لا ينزعه من يد البنتين خزانة المفتين

(قوله: أي لا ينزعه من يد البنتين) بل يقضي لهما بالنصف ميراثا ويوقف النصف في أيديهما على حكم ملك الميت، فإن ظهر المفقود حيا دفع إليه، وإن ظهر ميتا أعطي البنتان سدس كل المال من ذلك النصف والثلث الباقي لأولاد الابن للذكر مثل حظ الأنثيين فتح

تبيين الحقائق وحاشية الشلبي – (۳ / ۳۱۲)

والمختار أنه يفوض إلى رأي الإمام لأنه يختلف باختلاف البلاد وكذا غلبة الظن تختلف باختلاف الأشخاص فإن الملك العظيم إذا انقطع خبره يغلب على الظن في أدنى مدة أنه مات لا سيما إذا دخل في مهلكة وما كان سبب اختلاف الناس في مدته إلا لاختلاف آرائهم فيه فلا معنى لتقديره۔

(۷)۔۔۔جیسا کہ سوال نمبر ۳ اور ۴ کے جواب میں جو تفصیل ذکر کی گئی ہے کہ اگر یہ اخراجات بہنوں کی اجازت سے کئے گئے اور ان کے درمیان کوئی بات طے تھی کہ یہ بطور قرض ہیں یا میراث کے حصوں کے بدلے تو اسی کے مطابق عمل کر لیا جائے اور اگر کوئی بات طے نہ تھی تو اسے بھائیوں کی طرف سے تبرع واحسان شمار کیا جائے گا۔

(۸)۔۔۔ایسی صورت میں سب سے پہلے تو درج بالا تفصیل کے مطابق میراث تقسیم کرکے ہر وارث کو اس کا یقینی حصہ اسے دینا چاہئے، اور چونکہ اب کافی تاخیر ہو جانے کی وجہ سے ترکہ میں کافی کمی بیشی ہو چکی ہے، اس لئے ہر وارث کو چاہئے کہ وہ کمی بیشی کو معاف کر دے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم.

محمد اویس
محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۱/ربیع الثانی/۱۴۴۰ھ
29/دسمبر/2018

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۲۲/ربیع الثانی/۱۴۴۰ھ
30/دسمبر/2018

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۲/ربیع الثانی/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۱/ربیع الثانی/۱۴۴۰ھ

Scanned by CamScanner